حضرت عائشہؓ کا فقہی مقام

تحریر: ڈاکٹر غزالہ بٹ

جب تک سرورکائنات حضور اکرم ﷺ اس دنیا میں تشریف فرما رہے اس وقت تک علم و فتوی کی مرکزی حیثیت کے حامل رہے۔ اور جب آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے تو پھر اکابر صحابہؓ جو شریعت کے رازدان اور احکام اسلامی کے شناس تھے آپ کے جانشین ہوئے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے سامنے جب کوئی نیا مسئلہ پیش آتا تو وہ تمام علماء کو بلاتے اور ان سے مشورہ کرتے۔ اگر ان میں سے کسی کو کوئی حدیث یاد ہوتی تو وہ بیان کرتے ورنہ احکام منصوصہ پر قیاس کر کے فیصلہ کر دیتے۔ اکابر صحابہؓ میں سے مدینہ طیبہ میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین کی شخصیات زیادہ تر فقہ و فتاوی کی مجلس کے مسند نشین ہوئے۔ غیر منصوص احکام کے بارے میں ان کے پیش نظر مختلف اصول تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنھما کا مسلک تھا کہ اگر پیش آمدہ مسئلہ کے متعلق کتاب و سنت اور اثر سے کوئی جواب معلوم ہوتا تو مسئلہ بتا دیتے اور اگر کوئی آیت یا حدیث یا خلفائے راشدین سابقین کے آثار معلوم نہ ہوتے تو خاموش ہو جاتے۔ (۱)

جبکہ حضرت عائشہؓ قرآن و حدیث میں مسئلہ کو نہ پاتیں تو عقلی قیاس کرتیں۔ اور آپ جوبات فرماتی تھیں جو توجیہ آپ کرتی تھیں وہ بالکل عقل کے مطابق ہوتی تھی۔ اور مشکل سے کوئی احادیث ایسی ملے گی جسے باور کرنے کیلئے عقل انسانی کو دور دراز کی تاویلوں سے کام لینا پڑے۔ (۲)

فقہی اعتبار سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو نہ صرف خواص عورتوں پر بلکہ دیگر تمام ازواج مطہرات پر بھی جو شرف حاصل تھا وہ بذات خود آپ کے مقام، عظمت و فقاہت کی رفعت کی واضح دلیل ہے۔ کتاب و سنت اور فقہ و احکام میں ان کا مرتبہ اس قدر اعلی ہے کہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے آپ کا شمار حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ ابن عباسؓ کی صف میں کیا جا سکتا ہے۔

ایک فقیہ اور فقیہہ کیلئے جن اوصاف حمیدہ سے متصف ہونا جن شرائط کی پاسداری کرنا، جن تقاضوں کا لحاظ کرنا، فہم و فراست کے جن معیار پر پورا اترنا، حکمت و دانائی کے اظہار کی جس قوت پر قادر ہونا اور اصابت رائے کے جس ملکہ کا ہونا ضروری ہے وہ تمام کی تمام بدرجہ اتم آپ میں موجود تھیں۔

حضرت عطاء بن ابی رباح آپ کو "افقہ الناس" قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"كانت افقه الناس واعلم الناس واحسن الناس رايافي العامة"(۳)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سب سے زیادہ فقیہہ، سب سے زیادہ علم اور عوام میں سب سے زیادہ اچھی رائے والی تھیں۔

حضرت عروہ بن زبیر کہتے ہیں:

"مارائيت احداا علم بفقه وبطب ولابشعرمن عائشهؓ"(۴)

ترجمہ: مین نے فقہ، طب اور شعر میں عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے صاحبزادے فرماتے ہیں:

"مارائيت احدا اعلم بسنن رسول اللهﷺ ولا فقه في راى ان احتيج الى رايه ولا اعلم باية فيمانزلت ولافريضة من عائشة"(۵)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کو جاننے والا اور رائے کو طلب کرنے میں ان کی ضرورت پڑے تو ان سے زیادہ فقیھہ اور آیات کے شان نزول اور فرائض کے مسئلہ کا واقف کار، حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

ایک اور روایت میں ان الفاظ سے آپ کی عظمت کا اظہار کرتے ہیں:

"مارائيت احداا علم بالقرآن ولابفريفة ولابحلال ولابحرام ولا بفقة ولابشعر ولابطب ولا بحديث العرب ولا بنسب من عائشه"(۶)

ترجمہ: قرآن، فرائض۔ حلال، حرام، فقہ، شاعری، طب، تاریخ عرب اور روایت نسب میں حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کسی عالم کو نہیں دیکھا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں:

"مااشكل علينااصحاب محمدرسول اللهﷺ حديث قط فسالنا عائشة الا وجدناهامنه علما"(۷)

ترجمہ : ہم صحابہؓ کو کوئی ایسی مشکل بات پیش نہیں آئی کہ جس کو ہم نے عائشہ سے پوچھا ہو اور وہ اس کے متعلق ان کے پاس کچھ معلومات ہمیں نہ ملی ہوں۔

قبیعہ بن ذویب فرماتے ہیں :

"کانت عائشه اعلم الناس یسئلونها اکابر الصحابة"(۸)

ترجمہ : حضرت عائشہ لوگوں میں زیادہ جاننے والی تھیں۔اکابر صحابہ ان سے سوال کیا کرتے تھے۔

کسی نے حضرت مسروق تابعی سے پوچھا کہ کیا حضرت عائشہؓ فرائض سے واقف تھیں تو جواب دیا :

ای والذی نفسی بیده لقد رایت مشیخة اصحاب محمد ﷺ اکابر یسئلونها عن الفرائض"(۹)

ترجمہ : وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے نبی اکریم ﷺ کے اکابر صحابہ کو دیکھا وہ ان سے فرائض کے بارے میں سوال کرتے تھے۔

مصطفی قدودة آپ کے بارے میں لکھتے ہیں :

"وکان القضاة یجتمعون عندها لحل بعض مشاکل"(۱۰)

ترجمہ : قاضی ان کے ہاں جمع ہو کر بعض مشکلات حل کیا کرتے تھے۔

مشکوٰۃ المصابیح میں صحیح مسلم 'کتاب الفضائل' کے حوالہ سے حضور اکرمؐ سے روایت ہے کہ :

"انا تارک فیکم الثقلین اولها کتاب فیه الهدی والنور فخذوا کتاب الله ثم قال واهل بیتی واذکرکم فی اهل بیتی"(۱۱)

ترجمہ : میں تم میں دو پختہ چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ پہلی ان میں کتاب ہے۔اس میں ہدایت و نور ہے تو اس اللہ کی کتاب کو پکڑو پھر فرمایا اور میرے گھر والے۔

خاندان نبوت میں حضرت عائشہؓ صدیقہ کو ایک خاص مقام حاصل تھا۔اس لئے کہ کتاب اللہ کے اسرار و رموز سے نقاب کشائی کرنے والا سنت رسول پر عملی مظاہرہ کرنے والا ان سے بہتر اور کون ہو سکتا تھا۔ صحابہ کرامؓ حضور اکرم ﷺ کو صرف جلوت میں دیکھتے تھے۔اور آپ جلوت و خلوت دونوں میں ہم نشینی کا اعزاز حاصل کیے ہوئیں تھیں۔اس لئے "ماینطق عن الهوی"(۱۲)

کے مقام پر فائز ہونے والے شخصیت نے ارشاد فرمایا:

"فضل عائشه علی النساء کفضل الثر یدعلی سائر الطعام"(۱۳)

ترجمہ: عائشہ کو عام عورتوں پر اسی فضیلت ہے جیسے ثرید کو عام کھانوں پر۔

ابن حزم الاندلسی نے اپنی تالیف "رسالۃ فی المفاضلۃ بین الصحابۃ" میں ازواج مطہرات کی فضیلت کے بارے میں لکھاہے:

"ان افضل الناس بعدالانبیاء علیهم السلام نساء رسول اللهﷺ ثم ابوبکر"(۱۴)

ترجمہ: انبیاء علیہ السلام کے بعد لوگوں میں سب سے افضل رسول اللہ کی بیویاں ہیں پھر ابو بکرؓ۔

اور پھر حضرت عائشہؓ کی فضیلت کے بارے میں استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انس بن مالک روایت کرتے ہیں:

"قیل رسول اللهﷺمن احب الناس الیک قال عائشة' قال من الرجال قال ابوها۔وقدقال اللہتعالی ومایںطق عن الهوىٰ ان هوالاوحی یوحی۔ فصح ان کلامه علیه السلام بانهااحب الناس الیه وحی اوحاه الله تعالی الیه"(۱۵)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک لوگوں میں سے افضل کون ہے۔ آپ نے فرمایا' عائشہ۔ پوچھا گیا مردوں میں سے کون تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کا باپ۔ بیشک عائشہ حضور ﷺ کو لوگوں میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ تھیں۔ پھر ان کے باپ۔ اور تحقیق اللہ تعالی کا فرمان ہے۔ آپ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے مگر یہ کہ وہ وحی ہوتی ہے۔ تو آپ کا کلام صحیح ہے کہ وہ آپ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔ یہ سب اللہ کی طرف سے وحی ہے جو کہ آپ پر اتاری گئی۔

حضرت عائشہؓ کے فقہی استدلال

حضرت عائشہؓ نے مختلف مسائل میں اپنی رائے پیش کی۔ خاص طور پر کتاب سے استدلال' استنباط اور قیاس کرنے میں۔ آپ کو اللہ تعالی نے حکمت بالغہ سے سرفراز کیا تھا۔ ذیل میں مختلف فقہی مسائل میں آپ کی آراء پیش کی جارہی ہیں۔

۱۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے :

"حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطی "(۱۶)

ترجمہ : نمازوں کی پابندی کرو خصوصاً درمیانی نماز کی۔

صحابہ کرامؓ میں صلوٰۃ الوسطی کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ کوئی فجر کو صلوٰۃ الوسطی اور کوئی مغرب کو قرار دیتا ہے۔ جبکہ آپ کی رائے میں صلوٰۃ الوسطی سے مراد عصر کی نماز ہے۔

ایک غلام ابو یونس آپ سے روایت کرتے ہیں :

حضرت عائشہؓ نے مجھے قرآن کریم لکھنے کیلئے کہا اور فرمایا کہ جب اس آیت "حافظوا علی الصلوٰۃ۔۔۔ الخ" پر پہنچو تو مجھے بتانا" جب میں اس آیت پر پہنچا تو انہوں نے اس کی تفسیر لکھنے کو کہی جو کہ عصر کی نماز کے بارے میں تھی کہ صلوٰۃ وسطی عصر کی نماز ہے"(۱۷)

آپ کی بیان کردہ روایات کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ جن احکام اور واقعات کو نقل کرتی ہیں تو اکثر ان کے اسباب اور علل کو بھی بیان کرتی ہیں اور وہ خاص حکم جس مصالح پر مبنی ہوتا ہے ساتھ ساتھ اس کی تشریح بھی کرتی جاتی ہیں۔ صحیح بخاری میں جمعہ کے دن غسل کرنے کے بارے میں مختلف احادیث ذکی کی گئیں۔ ان میں حضرت عائشہؓ کی روایت بھی بیان کی گئی۔ حضرت عائشہؓ اپنی فقہی بصیرت کی بنا پر نہ صرف واقعہ کو روایت کرتی ہیں بلکہ اس کی علت پر بھی روشنی ڈالتی ہیں۔

حضرت عائشہؓ زوج النبی ﷺ سے روایت ہے۔ اپ نے کہا کہ جمعہ کے دن لوگ اپنے اپنے گھروں سے مدینہ منورہ کے باہر کی آبادیوں سے آتے تھے۔ اور گرد و غبار اور پسینہ میں شرابور ہوتے تھے۔ ایک دفعہ ایک صاحب ان میں سے آپ کے پاس آئے حالانکہ وہ میرے نزدیک بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا۔ بہتر ہوتا کہ اگر تم اس دن غسل کر لیا کرو۔(۱۸)

ایک دوسری روایت میں فرماتی ہیں :

"حضرت عمرہؓ نے غسل کے بارے میں پوچھا تو حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ لوگ اپنے کام کاج اپنے ہاتھ سے کیا کرتے تھے (یعنی کھیتی باڑی) جب وہ جمعہ میں جاتے تھے تو اسی ہیت میں چلے جاتے اس لئے ان سے کہا گیا کہ تم غسل کر لیا کرو"(۱۹)

متعدد مسائل ایسے ہیں جن میں صحابہؓ نے اپنے اجتہاد یا کسی روایت کی وجہ سے کوئی مسئلہ بیان کیا لیکن حضرت عائشہؓ نے اپنی ذاتی واقفیت کی بنا پر اس کو رد کر دیا اور آج تک ان مسائل میں حضرت عائشہؓ کا قول ہی مستند سمجھا جاتا ہے۔

حضرت ابن عمر فتویٰ دیتے تھے کہ نہاتے وقت چوٹیا کھول کر بالوں کو بھگونا ضروری ہے حضرت عائشہؓ نے جب یہ سنا تو فرمایا "کہ وہ عورتوں کو یوں کیوں نہیں کہہ دیتے کہ وہ اپنے چونڈے منڈوا ڈالیں۔ جبکہ میں حضور اکرم ﷺ کے سامنے نہاتی تھی اور بال نہیں کھولتی تھی (۲۰)

حضرت ابن عمر کہتے تھے کہ بیوی کا بوسہ لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ بات حضرت عائشہؓ کو معلوم ہوئی تو انہوں نے فرمایا "نبی کریم ﷺ نے اپنی کسی زوجہ کا بوسہ لیا پھر نماز پڑھی مگر وضو نہ کیا" (۲۱)

فرض غسل کیلئے "فروج ما" کی ضرورت ہے یا نہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ضروری ہے کیونکہ "الماء من الماء"

جب حضرت عائشہؓ نے سنا تو فرمایا کہ :

"حضرت جابر نے غلطی کی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب دو شرمگاہیں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے" (۲۲)

ایک دفعہ اپنی بھتیجی کو باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے دیکھا تو اسے پھاڑ دیا اور فرمایا :

"تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور میں کیا فرمایا اور پھر ان کیلئے موٹا دوپٹہ منگوایا" (۲۳)

ایک شخص نے پوچھا کہ اہل عجم اپنے تہواروں میں جانور ذبح کر کے مسلمانوں کو ہدیہ بھیجتے ہیں کیا ان کا کھانا جائز ہے تو فرمایا :

"ان کا ذبیحہ مت کھاؤ اور ان کے پھلوں سے کھاؤ" (۲۴)

ایک مرتبہ یہ مسئلہ پیش ہوا کہ اگر شوہر اپنی بیوی کو طلاق لینے کا اختیار اسے دے اور بیوی اس اختیار کو واپس کر کے اپنے شوہر کو قبول کرے تو کیا پھر بیوی پر کوئی طلاق پڑے گی۔ حضرت علی اور حضرت زید کے نزدیک ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔ حضرت عائشہؓ کے نزدیک اس صورت میں ایک طلاق بھی واقع نہ ہو گی۔ اور قیاس اس واقعہ پر کیا، جب حضور اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں کو اختیار دیا کہ خواہ دنیا قبول کریں یا کاشانہ نبوت میں رہ کر فقر و فاقہ کی زندگی پسند کریں سب نے دوسری صورت کو قبول کیا۔ اور ان پر کوئی طلاق واقع نہ ہوئی۔ (۲۵)

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نحوست تین چیزوں میں سے گھوڑا، گھر اور عورت۔ یہ سن کر آپ کو بہت غصہ آیا اور فرمایا : قسم ہے اس ذات کی کہ جس نے محمد پر قرآن اتارا۔ آپ نے یہ ہرگز نہیں فرمایا۔ البتہ فرمایا ہے کہ اہل جاہلیت ان سے نحوست کی فال لیتے تھے۔ (۲۶)

اسلام میں نکاح کے جواز کیلئے لڑکیوں کی رضامندی حاصل کرنا ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا "بیوہ عورتوں سے اس کا حکم طلب کیا جائے اور کنواری عورتوں سے اجازت لی جائے لیکن اللہ تعالی نے عورتوں کو جو فطری حیا اور شرم عطا کی ہے اس کی بنا پر زبان سے رضامندی کا اظہار مشکل ہے تو ام المؤمنین نے اس مسئلہ کی مشکل کشائی کیلئے فرمایا کہ "باکرہ کی خاموشی میں اس کی رضا ہے" (۲۷)

واقعہ معراج اور حضرت عائشہؓ

واقعہ معراج النبی ﷺ کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کا موقف جمہور صحابہ سے مختلف ہے۔

علامہ سنوی مالکی تحریر کرتے ہیں کہ اس مسئلہ میں ۴۔ اقوال ہیں۔ جن میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن مسعودؓ کا قول یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو رویت باری تعالی نہیں ہوئی' حضرت ابن عباسؓ کا قول یہ کہے آپ ﷺ نے اللہ تعالی کو سر کی آنکھ سے دیکھا۔ یہی حضرت انس کا نظریہ بھی ہے۔ اور امام ابوالحسن اشعری بھی یہی کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس کا دوسرا قول یہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالی کو دل کی آنکھ سے دیکھا۔ اور بعض مشائخ نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے (۲۸)

اس مسئلہ کی تفصیل اور حضرت عائشہؓ کے مؤقف کی تفصیل صحیح مسلم کی جلد اول کی حدیث نمبر ۳۴۷ باب معنی حقوق اللہ عزوجل ولقدراه نزلة اخرى وهل راى النبى ﷺ ليلة الاسراء" میں ملتی ہے۔

حضرت مسروق کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اس موقع پر حضرت عائشہؓ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اے ابو عائشہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر کوئی شخص ان تینوں میں کسی کا بھی قول کرے وہ اللہ پر بہت بر ابہتان باندھے گا۔ میں نے پوچھا وہ کون سی باتیں ہیں۔ آپ نے فرمایا پہلی بات یہ کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالی کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ تعالی پر بہت بڑا بہتان باندھا ہے۔ مسروق کہتے ہیں کہ پہلے میں ٹیک کے سہارے بیٹھا تھا۔ یہ سن کر سنبھل کر بیٹھ گیا اور میں نے عرض کیا ام المؤمنین ذرا ٹھہریے اور مجھے بھی کچھ کہنے کا موقع دیجئے۔ کیا اللہ تعالی نے نہیں فرمایا:

"ولقدراه بالافق المبين" اور بے شک انہوں نے اسے روشن کنارے پر دیکھا

اور فرمایا: ولقدراه نزلة اخرى" اور انہونے نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا

ام المؤمنین نے فرمایا اس امت میں سب سے پہلے میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان آیتوں کے بارے میں پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا: ان آیات سے مراد جبرائیل ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان دو مرتبہ کے علاوہ جبرائیلؑ کو ان کی اس اصل صورت میں نہیں دیکھا تھا۔ جس صورت میں وہ پیدا ہوئے تھے۔(آپ نے فرمایا) میں نے ایک مرتبہ انہیں اس کیفیت میں دیکھا کہ وہ آسمان سے اتر رہے تھے۔ اور ان کی جسامت نے تمام آسمان و زمین کو گھیر لیا ہے۔ پھر ام المؤمنین نے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا۔ اللہ تعالی فرماتا ہے "لاتدرکه الابصار وھو یدرک الابصاروھواللطیف الخبیر" آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں۔ اور وہ لطیف اور خبیر ہے۔ اور کیا تم نے قرآن کریم میں یہ نہیں پڑھا:

"ماکان لبشران یکلمه اللہ الاوحیا اومن وراء حجاب۔ اویرسل رسولا فیوحی باذنه مایشاء اللہ علی حکیم"

(اور کسی بشر میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اللہ تعالی سے بغیر وحی کے کلام کرے یا وہ بشر حجاب کی اوٹ میں ہو یا اللہ تعالی کوئی فرشتہ بھیجے جو اللہ تعالی کی اجازت سے اسکی مرضی کے مطابق اسبشر پر وحی نازل کرے۔ بلاشبہ اللہ تعالی بلند اور حکیم ہے۔

پھر ام المؤمنین نے فرمایا جو شخص یہ کہتا ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن میں سے کچھ چھپالیا اس نے بھی اللہ تعالی پر بہت بڑا جھوٹ باندھا۔

مسلم شریف کی حدیث نمبر ۳۵۰ میں حضرت عائشہؓ قرآن کریم کی آیت: "ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین اوادنی فاوحی الی عبده مااوحی" کے بارے میں فرماتی ہیں کہ اس آیت سے مراد حضرت جبرئیلؑ ہیں۔ پہلے وہ آپ کے پاس انسانی صورت میں آتے تھے۔ اس مرتبہ وہ آپ کے پاس اپنی اصلی صورت میں آئے جو صورت آسمان کے کناروں پر محیط ہو گئی(۲۹)

حضرت عائشہؓ نے کسی حدیث کی بناء پر روئیت کاانکار نہیں کیا۔ اگر ان کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو وہ اس کاذکر کرتیں۔ حضرت عائشہؓ نے اس مسئلہ کا قرآن مجید کی آیات سے استنباط کیا ہے۔

پہلی دلیل ہے: "لاتدرکه الابصار وھو یدرک الابصار" (انعام:۱۰۴)

دوسری دلیل یہ ہے: "ماکان لبشران یکلمه اللہ الاوحیااومن وراء حجاب اویرسل رسولا" (شوری:۵۱)

ان آیات سے استدلال کے حسب ذیل جوابات ہیں۔

۱۔ ادراک سے مراد احاطہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا اور جب قرآن مجید میں احاطہ کی نفی کی گئی ہے۔ تو اس سے بغیر احاطہ کے رویت کی نفی لازم نہیں آتی۔

۲۔ اس آیت میں رویت کے وقت کلام کی نفی کی گئی ہے تو یہ جائز ہے کہ جس وقت آپ نے اللہ کا دیدار کیا ہو اس وقت اس سے کلام نہ کیا ہو۔

۳۔ یہ آیت عام نصوص منہ البعض ہے۔ اور اس کا مخصص وہ دلائل ہیں جن سے رویت ثابت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عام قاعدہ یہی ہے لیکن سیدنا محمدؐ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں۔

۴۔ مشاہدہ کے وقت جس وحی کی نفی کی گئی ہے وہ بلاواسطہ وحی ہے اور ہو سکتا ہے کہ دیدار کے وقت آپ پر کسی واسطہ سے وحی کی گئی ہو۔

۵۔ اس سلسلہ میں علامہ یحیٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں :

"اس بحث میں اصل چیز حضرت ابن عباسؓ کی حدیث ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نے ایک شخص کو حضرت ابن عباس کے پاس بھیجا اور ان سے اس مسئلہ میں استفسار کیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا : حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے طور سے قرآن مجید سے استدلال کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ اور جب صحابی کوئی مسئلہ بیان کرے اور دوسرا صحابی اس کی مخالفت بیان کرے تو اس کا قول حجت نہیں ہوتا اور جب صحیح روایات کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شب معراج اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے تو ان روایات کو قبول کرنا واجب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا واقعہ ان مسائل میں سے نہیں ہے جن کو عقل سے مستنبط کیا جا سکے۔ یا ان کو ظن سے بیان کیا جائے۔ یہ صرف اسی صورت پر محمول کیا جا سکتا ہے کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو اور کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت ابن عباسؓ نے اپنے ظن اور قیاس سے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ علامہ معمر بن راشد نے کہا اس مسئلہ میں حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباس کا اختلاف ہے۔ اور حضرت عائشہؓ حضرت ابن عباسؓ سے زیادہ عالم نہیں ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایات رویت باری کا اثبات کرتی ہیں اور حضرت عائشہؓ کی روایات رویت کی نفی کرتی ہیں۔ اور جب مثبت اور منفی روایات میں تعارض ہو تو مثبت روایات کو منفی پر ترجیح دی جاتی ہے۔ (۳۰)

حاصل بحث یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے کسی حدیث کی بنا پر رویت کا انکار نہیں کیا۔ انہوں نے اس مسئلہ کا قرآن مجید کی آیات سے استنباط کیا ہے۔

حواشی

۱۔ محمد سرفراز، ڈاکٹر نعیمی، حضرت عائشہ کی فقہی بصیرت، ۸۷ : مطبع مکتبہ نعیمیہ لاہور

۲۔ نیاز فتح پوری، صحابیات، ۵۷ : نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۷۴ء

۳۔ العسقلانی، ابن حجر، الاصابہ فی تمیز صحابہ، ۴/ ۳۶۰، دار صادر بیروت ۱۳۲۸ھ

۴۔ ایضاً

۵۔ سید سلیمان ندوی، سیرت عائشہؓ، ۱۶۴ مطبع معارف اعظم گڑھ انڈیا ۱۹۴۰ھ

۶۔ زرقانی، محمد بن عبدالباقی، شرح علی المواھب اللدنیۃ ۲/ ۲۳۴ : دار المعرفۃ، بیروت

۷۔ ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، جامع ترمذی، ۲/ ۲۵۱ : مطبع ملک سراج الدین، لاہور

۸۔ الذہبی، شمس الدین محمد، تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۲۸ : دار احیاء تراث عربی، بیروت ۱۳۷۷ھ

۹۔ العسقلانی، ابن حجر، الاصابہ فی تمیز صحابہ، ۴/ ۳۶۰

۱۰۔ مصطفیٰ قدورۃ، عائشہ ام المؤمنین : ۱۳۲۔۱۳۱ : مطبع القاھرہ، قاھرہ ۱۹۴۷ء

۱۱۔ ولی احمد بن عبداللہ، مشکوٰۃ المصابیح، ۱/ ۵۶۸، اصح المطابع دھلی۔

۱۲۔ القرآن : ۵۳ : ۳

۱۳۔ بخاری، محمد بن اسماعیل : الجامع الصحیح، ۱/ ۵۳۲، مطبع نور محمد، ۱۹۶۱ء

۱۴۔ ابن حزم الاندلسی، رسالۃ فی المفاضلۃ بین الصحابۃ، ۱۷۲، مکتبہ ھاشمیہ، ۱۹۴۰

۱۵۔ ایضاً ۱۸۹

۱۶۔ ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، جامع ترمذی، ۲/ ۱۴۴

۱۷۔ بخاری، محمد بن اسماعیل : الجامع الصحیح، ۱/ ۱۲۱

۱۸۔ ایضاً ۱/ ۱۲۳

۱۹۔ مسلم بن حجاج القشیری، الصحیح للمسلم، ۱/ ۱۴۹، نور محمد اصح المطابع ۱۹۵۶ء

۲۰۔ ترمذی، ابو عیسی محد بن عیسی، جامع ترمذی، ۱/ ۳۱

۲۱۔ سیوطی، جلال الدین، عین الاصابۃ، ۳، مطبع معارف سنۃ اعظم گڑھ ۱۹۵۷ء

۲۲۔ الواقدی، محمد بن سعد، الطبقات الکبیر، ۸/ ۵۰ لطباعۃ والنشر

۲۳۔ ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل، تفسیر القرآن العظیم ۱/ ۲۰۵۔ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۹۷۲ء

۲۴۔ بخاری، محمد بن اسماعیل : الجامع الصحیح، ۲/ ۷۹۲

۲۵۔ سید سلیمان ندوی، سیرت عائشہ، ۲۸۵

۲۶۔ بخاری، محمد بن اسماعیل: الجامع الصحیح، ۲/۱۷۷

۲۷۔ ایضاً ۲/۱۷۷

۲۸۔ محمد بن سنوسی، مکمل اکمال المعلم: ۱/۲۲۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۲۹۔ یحیٰ بن شرف نووی، شرح مسلم ۱/۹۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۳۰۔ ایضاً ۱/۹۷